پیش رفت

انجمن خدام القرآن فیصل آباد کا

چوتھا سالانہ اجلاس

—— مرسلہ : ڈاکٹر عبدالسمیع ——

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے صدر موسس اور انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے سرپرست محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے چوتھے سالانہ اجلاس میں شرکت کی غرض سے شام ۷ بجے فیصل آباد تشریف لائے۔ موصوف کے قیام کا اہتمام خیابان کالونی نمبرا میں انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے معتمد عمومی میاں محمد اسلم کے مکان پر کیا گیا تھا۔

خیابان کالونی نمبر۲ میں ۷ کنال ۱۰ مرلے پر مشتمل ایک قطعہ زمین دو مخیر خواتین نے انجمن خدام القرآن فیصل آباد کو ہبہ کیا ہے جہاں قرآن اکیڈمی کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے۔ شیخوپورہ سے فیصل آباد آتے ہوئے نہر کھ برانچ کے ساتھ ساتھ فیصل آباد کی طرف سعید کالونی کے عقب میں یہ جگہ واقع ہے۔ فی الحال یہاں آبادی نہیں ہے بلکہ آس پاس لہلہاتے کھیت ہیں، لیکن توقع ہے کہ خیابان کالونی نمبرایک کی طرح یہ جگہ بھی بہت جلد آباد ہو جائے گی۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق انجمن خدام القرآن فیصل آباد کا سالانہ اجلاس اسی قطعہ زمین پر منعقد کیا گیا جو اب قرآن اکیڈمی کے لئے وقف ہے۔ یہاں کھلی زمین پر شامیانے اور کرسیاں لگا کر اجلاس کا ماحول پیدا کیا گیا اور لوگوں کو اس میں شرکت کی عام دعوت دی گئی۔ شہر سے قرآن اکیڈمی تک آنے کے لئے ٹرانسپورٹ کا اگرچہ کوئی انتظام نہیں ہے لیکن اس کے باوجود تین سو کے قریب افراد کا یہاں پہنچ کر اس اجلاس میں شرکت کرنا نہایت حوصلہ افزا تھا۔ اس اعتبار سے یہ اجلاس ہماری توقع سے کہیں بڑھ کر کامیاب

رہا۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نو بجے اجتماع گاہ میں تشریف لے آئے تھے لیکن کورم پورا ہونے میں کچھ وقت لگا جس کے باعث نو بجکر چالیس منٹ پر اجلاس شروع ہو سکا۔ معتمد عمومی میاں محمد اسلم صاحب نے میزبان کی حیثیت سے سٹیج سیکریٹری کی ذمہ داری سنبھالی۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد معتمد عمومی نے گزشتہ اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی اور اس کارروائی کی توثیق ارکان انجمن خدام القرآن سے حاصل کی۔ اس کے بعد صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد ڈاکٹر عبد السمیع کو دعوت خطاب دی گئی۔ ڈاکٹر عبد السمیع صاحب نے انجمن خدام القرآن فیصل آباد کا مختصر تعارف کروایا اور اس کے اغراض و مقاصد سے سامعین کو آگاہ کیا۔ قرآن اکیڈمی کے قیام کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر عبد السمیع صاحب نے کہا کہ اسکولوں اور کالجوں میں جدید طریق تعلیم رائج ہے جس میں بلیک بورڈ اور آڈیو اور ویڈیو وغیرہ سے مدد لی جاتی ہے جبکہ ہمارے دینی مدارس بالعموم ان جدید طریقوں سے نا آشنا ہیں۔ مدارس دینیہ سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے بعد کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ جدید انداز میں قدیم علم پڑھایا جائے اور مدرسہ اور اسکول کے درمیان حائل خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی جائے۔

ڈاکٹر عبد السمیع کے خطاب کے بعد محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو دعوت خطاب دی گئی۔ آپ نے تحریک رجوع الی القرآن کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی اور انجمن خدام القرآن کے پیش نظر جو کام ہے اسے نہایت جامعیت کے ساتھ بیان کیا۔ خطبہ مسنونہ' تلاوت اور دعائے ماثورہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ قرآن کے نام پر اب تک جو کام کثرت سے ہوئے ہیں' ان میں ناظرہ قرآن پڑھنا' تجوید سیکھنا سکھانا اور حفظ قرآن کا شعبہ قائم کرنا شامل ہے۔ یہ کام اس سے پہلے بھی ہوتے رہے ہیں اور آج بھی ہو رہے ہیں۔ یہ کام اپنی جگہ نہایت مبارک اور ضروری ہیں۔ دوسرا کام جو ہو رہا ہے وہ درس نظامی کی تعلیم کا ہے۔ تین سو برس قبل جب اسلامی نظام قائم تھا تو اس وقت ملا نظام الدین سیالوی صاحب کا مرتب کردہ یہ نصاب مدارس میں پڑھایا جا رہا تھا۔ اس وقت ضرورت ہوتی تھی قاضی اور مفتی حضرات کی اور یہ درس نظامی اس ضرورت کو پورا کرتا تھا' اس نصاب کی تکمیل کے بعد ہی

کوئی شخص ان اہم عہدوں کا اہل سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب جبکہ اسلامی نظام قائم نہیں ہے' اس کی وہ افادیت نہیں ہے۔ تاہم جب دوبارہ اسلامی نظام قائم ہو جائے گا تو پھر اس قسم کے تعلیمی نصاب کی اہمیت اسی طرح محسوس کی جائے گی۔ واضح رہے کہ درس نظامی میں قرآن مجید کو مرکزی مضمون کی حیثیت سے حاصل نہیں ہے بلکہ یہاں مرکزی مضمون فقہ ہے۔

تیسرا کام جو ہو رہا ہے وہ عقائد کی اصلاح اور توحید کو پختہ کرنے کا ہے لیکن اس کے بعد جہاد کا مرحلہ بالعموم ان لوگوں کے پیش نظر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کے نام پر منفی کام بھی یہاں خاصے بڑے پیمانے پر ہوا۔ قرآن کے نام پر اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان تفریق پیدا کی گئی۔ منکرین سنت پیدا ہوئے' پرویزی فرقہ وجود میں آیا۔ ہماری تشخیص یہ ہے اور بعض اکابر امت کی رائے بھی یہی ہے کہ امت کے زوال کا اصل سبب قرآن سے دوری ہے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ اور مولانا ابوالکلام آزاد اسی رائے کے حامل ہیں۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے اسی بات کو سادہ ترین الفاظ میں جواب شکوہ میں بیان کیا ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

علامہ اقبال کی یہ تشخیص ایک حدیث نبویؐ کے عین مطابق ہے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اب اس قرآن کے نازل ہونے کے بعد اقوام عالم کی تقدیر قرآن حکیم سے وابستہ ہے۔ جو قوم اس کو تھامے گی وہ یہاں عروج حاصل کرے گی اور جو اس قرآن کو چھوڑ دے گی پستی میں گرے گی۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے مزید فرمایا کہ مسلمان کی قوت کی بنیاد ایمان ہے۔ ایمان اگر کمزور ہو گا تو اس کا پورا وجود کمزور ہو جائے گا۔ پھر اس میں تقویٰ' جذبہ جہاد اور ذوق شہادت کہاں سے آئے گا!! گویا پہلی اور اہم ترین چیز ایمان ہے اور ایمان کا منبع و سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔ ایمان کی تشریح کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ نظری اعتبار سے

اصل ایمان 'ایمان باللہ ہے اور اصل اہمیت عقیدۂ توحید کی ہے لیکن فقہی اور قانونی اعتبار سے اہم ترین ایمان 'ایمان بالرسل' ہے۔ جو شخص رسول ﷺ پر ایمان نہیں رکھتا وہ اپنی جگہ خواہ بڑے سے بڑا موحد ہوا کرے 'دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضور ﷺ کا اصل معجزہ یہ قرآن ہے جو آپ کی رسالت کی سب سے بڑی دلیل بھی ہے۔ یس ○ والقران الحکیم ○ انک لمن المرسلین ○ (ترجمہ : قسم ہے اس قرآن حکیم کی کہ آپ یقیناً اللہ کے رسولوں میں سے ہیں) گویا یہاں اللہ تعالیٰ حضور کی رسالت پر قرآن کو بطور گواہ پیش کر رہے ہیں۔ اس اعتبار سے سارے ایمانیات دراصل ایمان بالرسول ﷺ سے جڑے ہوئے ہیں۔ جیسے کسی پیراشوٹ کی ساری رسیاں ایک جگہ آکر جڑ جاتی ہیں اسی طرح تمام ایمانیات 'ایمان بالرسالت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

تقرب الی اللہ کا ذریعہ قرآن مجید ہے۔ تجلیات ربانی کا اگر کوئی مخزن ہے از روئے قرآن تو وہ صرف قرآن مجید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب برپا کرنے کا جو محیرالعقول کارنامہ بیس سال میں کر دکھایا اس پر اپنے ہی نہیں غیر بھی متحیر ہیں۔ ہمارے لئے اصل قابل غور بات یہ ہے کہ آنحضور کا آلہ انقلاب قرآن حکیم تھا جو آج بھی ایک زندہ کتاب کی حیثیت سے ہمارے پاس موجود ہے۔ قرآن ہی وہ نسخہ کیمیا ہے جو قوموں کی تقدیر بدل سکتا ہے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

اچھی طرح جان لیجئے کہ وہ انقلابی عمل جس کی آخری منزل نظام کو بدلنا ہے اس کا نقطہ آغاز دعوت قرآنی ہے۔ قرآن ہی اس انقلابی نظریئے کا حامل ہے جو ذہنوں کو بدلنے اور انقلاب کی راہ ہموار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن اعلیٰ سے اعلیٰ نظریہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خیال اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ ترقی دینے والے لوگ موجود نہ ہوں۔ اس کے لئے سخت محنت و مشقت اور پیہم قربانی و جدوجہد درکار ہے۔ س کے لئے دن رات کے آرام کو تج دینا ہوگا اور اپنے خوشنما مستقبل کو چھوڑنا ہوگا۔ یہ اگر نہیں کریں گے تو یہ اعلیٰ

ترین نظریہ دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ اس دعوت کے ذریعے سے جو لوگ آئیں' ان کا تزکیہ اور ان کی تربیت و تعلیم بھی قرآن ہی کے ذریعہ سے ہو گا۔ یہ قرآن جب انسان کے اندر جذب ہو گا تو اس کی تاثیر سے نفس کا تزکیہ ہو گا۔ قرآن شفاء لما فی الصدور ہے یعنی باطنی اور روحانی امراض کا علاج ہے۔ اندر کے روگ اسی سے زائل ہوں گے۔ حب دنیا' حب جاہ' حب مال' حسد اور تکبرو غرور یہ سب باطنی امراض ہیں۔ یہ روگ ختم ہوں گے تو اللہ پر ایمان اور اس سے محبت دل میں گھر کرلے گی۔ اسی سے فکر کی اصلاح ہو گی' نظریات کی دنیا میں انقلاب آئے گا' سوچ اور ترجیحات بدل جائیں گی۔ وہ آدمی اندر سے بالکل بدل جائے گا اور اندر کی یہ تبدیلی ایک انقلاب کا پیش خیمہ بن جائے گی۔

ایک ہے قرآن کا معجزہ ہونا وہ تو سب سے پہلے عربوں کے لئے تھا' یا پھر قرآن کی چوٹی کی حکمت ہے اس پر کوئی فلسفی غور کرے' پولٹیکل سائنس والا غور کرے' اگر وہ جاننا چاہتا ہے کہ جو سیاسی' معاشرتی اور معاشی اصول قرآن نے دیئے ہیں کیا ان سے بہتر بھی کوئی اصول ہیں؟ قرآن حکیم جہاں سرچشمہ ایمان و یقین اور کتاب ہدایت ہے وہاں یہ سیرت نبویؐ کا مینول (Manual) بھی ہے۔ اس انقلاب عظیم کے لئے رہنمائی اگر ملے گی تو صرف سیرت رسول ﷺ سے۔ انقلابی مراحل کون کون سے تھے اور ان کی تدریج کیا تھی' اس کی رہنمائی بھی ہمیں سیرت سے حاصل ہوتی ہے جس کے لئے اساس اور بنیاد قرآن حکیم سے فراہم ہوتی ہے۔

دعوت کے ضمن میں ایک مرحلہ آتا ہے تعلیم حکمت کا۔ یعنی قرآن کی تعلیمات اور افکار کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کیا جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے جدید علوم کا گہرائی میں اتر کر مطالعہ کیا جائے' ہدایت قرآنی کی روشنی میں ان کے غلط اجزاء پر مدلل تنقید کی جائے اور پھر مثبت طور پر عصر جدید کے تقاضوں کے ضمن میں قرآن حکیم کی رہنمائی کو اعلیٰ علمی سطح پر پیش کیا جائے۔ واضح رہے کہ یہ علوم عصریہ جو ہم پڑھ رہے ہیں یہ علم بھی اللہ نے ہمیں دیا ہے' کسی شیطانی طاقت نے نہیں دیا۔ لیکن ہم نے اس کو اپنی نالائقی سے شیطانی علم بنا دیا ہے' اور وہ اس طرح کہ خالق کائنات یعنی اللہ کے تصور کو ان علوم سے بالکل خارج کر دیا ہے۔ حالانکہ ان دونوں میں ہم آہنگی کے ساتھ ہی حکمت وجود میں آتی

ہے۔ یہ وہ کام ہے جس کے لئے ہم نے قرآن اکیڈمی کا تصور دیا ہے اور بحمد اللہ اس نام سے کئی شہروں میں ادارے وجود میں آ گئے ہیں۔ تاہم یہ بات جان لیجئے کہ اس پورے کام کا اصل ہدف ہے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام۔ یہ بات میں نے اول روز ہی سے جب انجمن قائم کرنے کا مرحلہ آیا تھا' تحریری طور پر واضح کر دی تھی کہ انجمن کا قیام میرا آخری ہدف نہیں ہے۔ یہ قرآن کا پڑھنا اور پڑھانا تو اس عظیم کام کا ابتدائی مرحلہ ہے جس کا ہدف غلبہ و اقامت دین ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب کا یہ جامع خطاب سامعین نے بڑی دلچسپی اور توجہ سے سنا۔ بعد ازں قرآن اکیڈمی کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے محترم ڈاکٹر صاحب کو دعوت دی گئی۔ تاہم ڈاکٹر صاحب نے کسی رسمی کارروائی سے گریز کرتے ہوئے دعا کے ہاتھ اٹھا دیئے اور اس نیک کام کی تکمیل کے لئے اللہ سے نصرت و تائید کی دعا کی۔ اس دعا کے ساتھ ہی یہ بھرپور تقریب اختتام کو پہنچی۔

بقیہ : لغات و اعراب قرآن

اَلصَّٰبِـِٔينَ، اَلصَّٰبِيينَ (بغیر ہمزہ)/ مَنْ، مَنْ/ اٰمَنَ، ءَامَنَ، ءَامَنَ/ بِاللّٰهِ، بِاللّٰهِ، بِاللّٰهِ/ وَالْيَوْمِ، اَلْيَوْمِ، اَلْيَوْمِ/ الْاٰخِرِ، اَلْاٰخِرِ، الْءَاخِرِ/ وَعَمِلَ، عَمِلَ/ صَالِحًا، صٰلِحًا، صَٰلِحًا (بحذف الف)/ فَلَهُمْ، فَلَهُمْ/ اَجْرُهُمْ، أَجْرُهُمْ، أَجْرُهُمْ/ عِنْدَ، عِنْدَ، عِنْدَ/ رَبِّهِمْ، رَبِّهِمْ/ وَلَا، لَا، لَا/ خَوْفٌ، خَوْفٌ/ عَلَيْهِمْ، عَلَيْهِمْ/ وَلَا (مثل سابق)/ هُمْ، هُمْ/ يَحْزَنُونَ، يَحْزَنُونَ، يَحْزَنُونَ۔